

(اخبار کیمرے کے کلو زاپ میں آتا ہے۔ اس میں ستارہ کی بڑی سی تصویر ہے۔ تصویر میں مائیکروفون ستارہ کے سامنے ہے۔ وہ گارہی ہے بڑی سرخی لگی ہے۔ ستارہ کی واپسی بیک گراؤنڈ سکر دو بارہ پلے بیک گانے لگیں۔ مفصل کہانی صفحہ بارہ کالم تین میں ملاحظہ کیجئے۔ ایک اور اخبار یا رسالہ میں ستارہ کی تصویر وہ تان پورہ لیے بیٹھی ہے سرخی میں لکھا ہے گانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ ”ستارہ فلم انڈسٹری میں لوٹ آئیں۔“ اسی طرح کئی رسالے اور اخبار کٹ ٹوکٹ دکھائے جائیں سرخیاں لگی ہیں۔ ”ستارہ کی کہانی اس کی اپنی زبانی۔“ ایک اور اخبار کا سنڈے ایڈیشن اندر کے دونوں صفحے کھلے پڑے ہیں۔ ستارہ کی دو تین تصویریں اور سرخی بڑے جلی حروف ”گانے کی دنیا میں تہلکہ۔“ ”گلوکاروں میں ستارہ کی واپسی“ کیمرہ ٹریک بیک کرتے ہیں۔ یہ تمام رسالے اخبار پلنگ پر بکھرے ہیں۔ عاشی اوندھی لیٹی ہوئی کہنیوں کے بل سر اٹھائے انہیں پڑھ رہی ہے۔ سکندر صوفی پر نیم دراز ہے اور چرس سے بھرا ہوا سگریٹ پی رہا ہے۔ لمبا کش لگاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں نشے کی سی کیفیت ہے۔)

عاشی: شکر ہے سکندر میں نے تمہاری بات نہیں مانی۔

سکندر: کون سی بات۔

عاشی: ہے ایک جان کے لالے پڑے ہوتے مجھے۔ پھر سگریٹ؟

سکندر: کیسے؟

عاشی: جب کسی فلم میں ستارہ تمہارے ساتھ گانے گائے گی تو آپنی صلح ہو جائے گی۔

سکندر: رفتہ رفتہ۔ ہے نا۔

عاشی: ٹاکرا ہو تار ہے تو صلح ہو ہی جاتی ہے۔

سکندر: میں اس کے ساتھ کسی فلم میں گانا نہیں گاؤں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے کسی سٹوڈیو

میں اس کا میرا ٹاکرا نہیں ہو گا۔ تم بے فکر رہو۔

عاشی: اس نے بھی فیصلہ کیا تھا چالا کو نے کہ اب وہ بیک گراؤنڈ گانے نہیں گائے گی۔ یہ

فیصلہ پروڈیوسروں نے توڑ دیا تم بھی اس کے ساتھ گاتے پھرو گے اصل فیصلہ ان لوگوں کا ہوتا ہے پروڈیوسروں کا۔

سکندر: چپ!

عاشی: (پاس آکر) ویسے ایک بات کا افسوس ہے۔

سکندر: کس بات کا۔

عاشی: سچ بتاؤ گے؟ سگریٹ نکالو منہ سے۔

سکندر: (لباس کش لگا کر) ہاں۔

عاشی: ستارہ کے واپس آنے کی خوشی ہے کہ رنج؟ سچ سچ۔

سکندر: مجھے اس کے گانے کی خوشی کیسے ہو سکتی ہے۔ عاشی پہلے میں بالکل اکیلا Top پر تھا

کوئی میل کوئی فی میل آواز میرے برابر نہیں تھی اب..... اب ظاہر ہے ستارہ Top پر ہو گی اس کے سامنے میرا دیا نہیں جل سکتا۔

عاشی: کیوں نہیں جل سکتا۔ جلے گا تم اس سے بہتر گاتے ہو۔

سکندر: اس کی گفٹ فطری ہے وہ کوشش نہیں کرتی پھر بھی ان سروں تک پہنچ جاتی ہے

جہاں میں کوشش کے باوجود نہیں جاسکتا۔ فطرت کے ساتھ اکتساب نہیں مل سکتا۔

عاشی: (اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر) خدا کے لیے یہ سگریٹ مت پیا کرو۔ مت پیا

کرو۔ تمہیں عام سگریٹ نہیں ملتے۔ عام لوگوں والے۔

سکندر: عام سگریٹوں سے میرا کیا بنتا ہے عاشی۔ تمہیں کیا پتہ میرے اندر کچھ ہوتا رہتا

ہے ہر وقت۔

عاشی: پتہ ہے پتہ ہے۔

سکندر: پتہ ہوتا تو تمہارے اندر نہ بس جاتا۔

عاشی: (محبت سے) اور تمہیں کھودیتی ہمیشہ کے لیے۔

سکندر: یہ تمہیں وہم ہے۔

عاشی: سکندر جی تم تے محبت کر کے تمہاری نفرت بھی مول لیں گے۔ لیکن کچھ دن.....

کچھ دن تو صرف تمہاری محبت چاہیے نا۔ بعد میں کچھ نہیں ملتا عاشقوں سے۔
(ایٹش ٹرے میں سے سکندر سگریٹ اٹھا کر لمبا کش لگاتا ہے۔)

سکندر: میں تم سے ہمیشہ محبت کروں گا عاشی ہمیشہ۔

(سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہے کمرہ سکندر کے چہرے پر ہلکے ہلکے نشے کی حالت ہے۔ کلوز اپ۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(چھوٹا سا آفس جس میں غوری صاحب گھومنے والی کرسی پر بیٹھی ہیں۔ ایک میوزک

ڈائریکٹر دو ایک چچے افتخار اور ستارہ مختلف کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ غوری فون کرتا ہے۔)

غوری: غوری سپیکنگ جی جی۔ کمال ایسی صاف آواز ایسی جیسی لوکل کال ہو۔ کیا نہیں پہنچ

رہے؟ بھائی میرے دفتری کام تو ہوتے رہتے ہیں آج تو بڑا ہسٹریکل ڈے ہے۔

صبح کی فلائٹ سے آجاتے۔ نہیں بھی نقصان تمہارا ہے۔ آج میڈم ستارہ کے

گانے کی ٹیک ہے۔ پہلا گانا ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد۔ اچھا مجھے بتانا Detail

میں۔ کلچر کا کیا سیٹلمنٹ ہوتا ہے میٹنگ میں۔ کتنی ایڈملٹیو نیسکو سے؟ اللہ اللہ

اچھا بھئی۔ اسلام آباد کچھ اتنا دور نہیں تھا آجاتے۔ اچھا بابائی۔

(فون رکھتا ہے، اٹھتا ہے اور لڈوؤں کا ڈبہ سب کو پاس کرتا ہے ستارہ اور افتخار پاس پاس

بیٹھے ہیں۔)

ستارہ: افتخار میں سچ بڑی نروس ہو رہی ہوں۔

افتخار: کم آن۔ مرد بنو مرو۔

ستارہ: پہلی بار جب میں گانے کے لیے آئی تھی تو ابا جی میرے ساتھ تھے۔

افتخار: اس بار میں ساتھ ہوں تارا۔

غوری: لیجئے افتخار صاحب..... یہ سب آپ کی مہربانی ہے ورنہ میری زندگی کی ساری

Ambition ستارہ ہو جاتی۔ لیجئے ستارہ بہن۔ آپ کو انڈسٹری میں واپسی مبارک ہو۔
(لڈو پیش کرتا ہے۔)

ستارہ: تھینک یو غوری صاحب۔ ساری آپ کی مہربانی ہے۔

میوزک: سرجی ریکارڈنگ کے لیے چلیں۔ آپ کو پتہ ہے یہ سازندے بھاگ جائیں تو ملے
نہیں پھر دود و دن۔

غوری: چلیں جی۔ آئیے ستارہ بہن۔

افتخار: ضرور ضرور۔ چلو ستارہ۔

(ستارہ افتخار کا سہارا لیکر اٹھتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(ریکارڈنگ بوتھ۔ ڈائریکٹر غوری پائپ لگائے ایک طرف افتخار کے ساتھ بیٹھے ہیں۔)

بوتھ میں ہیڈفون لگائے ہاتھ میں گیت کا کاغذ پکڑے ستارہ تیار کھڑی ہے۔ گیت کا

میوزک بجتا ہے۔ ستارہ استھائی اٹھاتی ہے۔ ستارہ گاتی ہے۔)

گانا

تیرا سایہ میرے ہاتھ نہ آیا

من کے اندر من کے باہر

کیسے کیسے روپ دکھا کر

کتنی دور بھگایا

میرے ہاتھ نہ آیا ترا سایہ

باغوں میں ویرانوں میں
خوابوں میں افسانوں میں

چھپ چھپ کر لہرایا

میرے ہاتھ نہ آیا تراسا یہ

(اس وقت جب وہ میرے ہاتھ نہ آیا گاتی ہے کیمرہ غوری پر آتا ہے وہ دونوں بازو اٹھا کر داد دیتا ہے۔)

غوری: واہ میڈم واہ جیو میڈم جی۔ میری عمر بھی آپ کو لگے۔

میوزک ڈائریکٹر: کٹ اٹ..... ری ٹیک ۔

غوری: معاف کرنا بھائی میرے میں ہیلپ نہیں کر سکتا۔ کیوں افتخار صاحب سبحان اللہ کیا اٹھایا ہے کیا اٹھایا ہے۔ میرا سایہ۔
افتخار: ستارہ۔

(میوزک دوبارہ شروع ہوتا ہے اب میڈم ستارہ گاتی ہے۔)

ستارہ: تراسا یہ میرے ہاتھ نہ آیا۔

من کے اندر من کے باہر

کیسے کیسے روپ دکھا کر

کتنی دور بھگایا

میرے ہاتھ نہ آیا تراسا یہ

(اس بند کے دوران ستارہ اپنے ساتھ دیکھتی ہے یہاں ہم ڈزالو کر کے دکھاتے ہیں کہ کس طرح ستارہ اور سکندر پہلے گانے کی ریکارڈنگ کے دوران گارہے ہیں اور ستارہ اس کا ماتھا اپنے رومال سے پونچھ رہی تھی۔ یہ گانا اس شٹ پر اوور لیپ ہوتا ہے۔)

ستارہ: باغوں میں ویرانوں میں

خوابوں میں افسانوں میں

چھپ چھپ کر لہرایا

میرے ہاتھ نہ آیا

تراسا یہ

(انترہ کے وقت پہلے کیرہ ستارہ پر ہوتا ہے پھر بین کر کے غوری اور افتخار کو دکھاتے ہیں وہاں آتا ہے اس وقت ستارہ کے پوائنٹ آف ویو سے لگتا ہے جیسے افتخار کی سیٹ میں اباجی بیٹھے ہیں۔)

ستارہ: دنیا بھر کو ہنسایا
سار اوقت گنوا یا

میرے ہاتھ نہ آیا
ترا ساییہ

(اس وقت ستارہ کے چہرے پر آنسو بے ساختگی سے گر رہے ہیں اس پر اپنی زندگی کے کھوکھلے پن کی ساری داستان واضح ہے۔ کیرہ اس سے ہو کر غوری اور افتخار پر آتا ہے اسی بند کے دوران دونوں پر جذبہ طاری ہے۔ سیٹھ صاحب آتے ہیں اور غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر باہر چلنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ دونوں جاتے ہیں گیت ”میرے ہاتھ نہ آیا“ فیڈ آؤٹ۔

(فیڈ آؤٹ)

سین 3 ان ڈور دن

(یہ ایک فلمی سٹوڈیو ہے اسے لانگ میں دکھائیے کہیں کیرے ہیں، کہیں کرسیاں ہیں دو تین مختلف سیٹ لگے ہیں سیٹھ صاحب اور غوری آتے ہیں ایک سیٹ پر ایک کارپنٹر سیٹ کے دروازے کو پینٹ کر رہا ہے۔ سیٹھ قدرے رازداری اور محبت سے غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔)

غوری: یہ کیسے پاسیبل ہے سیٹھ صاحب۔ آپ کو مجھے فوراً بیس ہزار دینا ہو گا ورنہ میرا کام بند ہو جائے گا۔

سیٹھ: ممکن وغیرہ کا اپن کو علم نہیں بابا۔ گوری صاحب پوچھنا ایسا ہے کہ آپ کا بھلم بنا ہے روپے میں چھ آنے بولوا تا ہی بنا ہے نا۔ (ایک کرسی پر بیٹھے لگتا ہے پیچھے سے کارپنٹر سے بولتا ہے۔) اب تم کو ایڈوائس چاہیے وہ بھی زیادہ۔

کارپنٹر: اوہ اچھا اچھا اچھا۔ ارے بابا یہ سوکھ بھی جائے گا وقت پر کہ بی بی لوگ گوری صاحب سے پیسہ مانگے گا ساڑھی کھراب ہونے کا۔

کارپنٹر: (حسب معمول کام کرتے ہوئے) سوکھ جائے گا سیٹھ صاحب آدھے گھنٹے میں۔

سیٹھ: دیکھو گوری ہم نے جو تم کو پیسہ ایڈوانس کیا اس کا بعد ہم پھنس گیا لبے چکر میں۔ اب تم کو ہمارا مدد کرنا پڑے گا۔ ہمارا اپنا پیسہ پھنسا ہے وہ نکلوانا پڑے گا تم کو۔ یہ شرط ہے۔

غوری: دیکھئے آپ نے مجھ سے کوئی شرط نہیں کی سیٹھ صاحب۔

سیٹھ: اوہ بابا ٹھیک ہے آپس کا بات ہے نا۔ تمہارا کاسٹ اچھا ہے۔

غوری: آپ نے رشز (Rushes) دیکھ لیے ہیں میرا آئیڈیا نا ہے بالکل۔ مجھے کاسٹ

میٹر نہیں کرتی سیٹھ صاحب میں اپنے کام پر اپنی ٹریمنٹ پر اعتماد کرتا ہوں ہمیشہ۔ ٹھیک ہے بابا۔ ایدھر چلو جراتمہارا عجاج بہت تیز ہے۔

(اب وہ اس سیٹ سے نکل کر دوسرے سیٹ پر جاتے ہیں جو دیہاتی گھر کا ہے اوپر سے آواز

آتی ہے۔)

آواز: غوری صاحب سر بجا کر۔ سر جی اوپر کام ہو رہا ہے۔ سر بچائیں۔

(غوری اور سیٹھ دونوں اوپر دیکھتے ہیں پھر دیہاتی سیٹ پر جا کر ایک کھڑکی کے سامنے رکتے ہیں۔)

سیٹھ: ہمارا جو خسر تھا ناں بڑا بجنس آدمی تھا۔ میں کو بولا سیٹھ عبدالرحمن بجنس میں

سانپ مرنا چاہیے پر تمہاری لائٹھی نہیں مرنا چاہیے۔ کیا پتہ سانپ کا جبر (زہر)

چڑھ جائے لائٹھی کو ہے نا؟ ہے نا؟ پھر لائٹھی پھینکنا پڑے یکدم۔

غوری: سیٹھ صاحب دیکھئے میں مشکل سے میڈم کو منا کر لایا ہوں دو گئے پیسوں پر۔ مین

ان کو جواب نہیں دے سکتا۔ ان کے گانے انشورنس ہیں فلم کی کامیابی کا۔

سیٹھ: تم مجھ کو کیا بتا رہا ہے گوری۔ وہ بڑا اونڈر فل عورت ہے۔ ایسا پکا۔ تکلیف تو سارا اس

آدمی کا ہے سکندر کا۔ میڈم کا گانا تو پھلم کو ہٹ کرے گا بابا ہم میڈم کے کھلاف

نہیں ہے۔ گائے میڈم کھوب گائے۔

غوری: سکندر کی کیا تکلیف ہے۔

سیٹھ: یہ جو پنجاب کا آدمی ہے سکندر بڑا پٹھا عقل کا ہے۔ بی بی سے دبتا نہیں رات میرے

پاس آیا غنڈہ بولا سیٹھ صاحب ستارہ گائے گی تو اپن کا سلام۔ ہم گانا نہیں گائے گا۔
غچہ دیا ہم کو ایڈوانس لے گا پر گانا نہیں گائے گا سالا سکندر۔

غوری: نہ سہی۔ میڈم کے مقابلے میں سکندر کی کیا حیثیت ہے؟

سیٹھ: گوری جی۔ ارے سکندر کو ہم نے پیسہ دیا ہے ایڈوانس۔ بیس ہزار سب ڈوبے گا
پیسہ وہ گانا نہیں گائے گا ستارہ کے ساتھ۔

(اس وقت ایک آدمی ہتھوڑی لا کر ایک فلیٹ میں کیل لگانے لگتا ہے۔)

سیٹھ: لگاؤ لگاؤ جما کر کیل لگاؤ ادھر ہمارے بھیجے میں۔ ادھر آؤ گوری جی یہ کارندے لوگ
کا سائیکلو جی ہے۔ سیٹھ کو دیکھے گا تو بہت کام کرے گا سیٹھ کی ناک کے آگے سیٹھ
پیٹھ موڑے گا..... یہ سالا بھاگ جائے گا (چٹکی بجاتا ہے)

(اب یہ دونوں چلتے ہوئے سٹوڈیو کے ایک اور کونے میں جاتے ہیں سٹوڈیو کی کشادگی اور
بے تکاپن نظر آرہا ہے۔)

غوری: آپ کا مطلب ہے کہ میں میڈم سے گانے نہ لوں اور سکندر کو رکھوں۔ تاکہ آپ
کال ایڈوانس پورا ہو سکے۔

سیٹھ: ناں ناں ناں۔ ایسا نہیں بابا تم ایسا کرو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔
الجام (الزام) نہ آئے مجھ پر اور سکندر کے گلے میں انگوٹھا دو۔ گیت گادے تو اچھا نہ
گائے تو دیکھو پیسہ پر اینیوٹیلی مانگو اس سے کہو بیس ہزار دے دو۔ ایک ہفتے کے لیے
ادھار تم کو وہ دے گا ایک دم۔ تمہارے پر مرتا ہے سکندر اپنے لیے پیسہ مانگو ذاتی۔
غوری: مجھے ادھار کی ضرورت نہیں ہے۔

سیٹھ: ہے ہے ہے۔ تم کو ہے ضرورت ادھار کی پیسہ لے کر مجھ کو نہ دینا۔ فلم پر لگانا۔
ارے گوری خدا قسم ایسا کھو بصورت کپڑا پہنتا ہے پر عقل استعمال نہیں کرتا
دیکھو۔ ادھر آنا جرا۔

(وہ غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر واپس جاتا ہے کیمرا انہیں بڑے سے سٹوڈیو میں جاتا
ہوا دکھاتا ہے اس کے اوپر میرا سایہ کامیوزک اور لیپ کیجے۔)

(سلطان کی ڈپٹری)

سلطان: (دروازہ کھول کر) لے بھائی میرے ہم نے زندگی میں ایک بار کسی کا کام مفت کر دیا ہے۔ لے اپنا پاسپورٹ! لاکھوں کو بھوت پھیری دی پر تیرا کام کمزور دیا ہے۔

عاصم: (خوشی سے پاسپورٹ پکڑ کر) جیو سلطان جیو۔

سلطان: زبان پوری کر دی ناں یار میں نے۔

عاصم: (جیب میں سے پانچ سو روپیہ نکالتا ہے) اور یہ ہماری زبان ہے۔ یہ تیرے پانچ سو۔

سلطان: (پیسے اٹھا کر دراز میں رکھتا ہے) یہ تو نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔ دوستوں میں۔ ایسا تکلف نہیں ہوتا یار میرے۔

عاصم: تجھ سے وعدہ جو تھا۔ یہ تیری بڑی مہربانی ہے بھاگ دوڑ کی میرے لیے۔

سلطان: لیے کہاں سے یہ..... پانچ سو۔

عاصم: بس لیے کہیں سے۔

سلطان: چرائے کہ انگوٹھا دیا کسی کے حلق میں۔

عاصم: بس اب جو گیا سو گیا۔

سلطان: یار یہ تو نے تکلیف کی پانچ سو کی۔ کویت سے بھیج دیتا۔

عاصم: چھوڑ سلطان۔ اچھا اب بتا باقی طریقہ کیا ہے؟

سلطان: لاہور پہنچ کر برانڈر تھ روڈ پر جانا وہاں سے مظفر کو لینا ساتھ..... سردار ابراہیم

رام گلی میں رہتے ہیں۔ مشہور آدمی ہے..... وہ تجھ سے کویت کے ٹکٹ کے پیسے

لے گا۔ باقی ذمہ داری اس کی ہے۔ بھائی میرے وہ ہر مہینے Batch کے Batch

بھیجتا ہے کویت فکر نہ کر۔ سردار ابراہیم رام گلی 5/4۔

عاصم: اچھا سلطان خدا حافظ۔

سلطان: اچھا عاصم۔ میرے لیے گھڑی بھیجنا کویت سے۔

عاصم: تو مجھے ایک بار پہنچ لینے دے یار۔

(ہاتھ بڑھاتا ہے سلطان اسے کھینچ کر سینے سے لگاتا ہے۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور دن

(ستارہ گانا گارہی ہے یہ چند سیکنڈ کا کٹ ہے اس پر گانے کی ضرورت نہیں ”میرا سایہ“ کی موسیقی سوپرا امپوز کیجئے۔ ہیڈ فون وغیرہ لگے ہیں۔ اور جیسے ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔)

کٹ

سین 7 ان ڈور دن

(ستارہ چند سازندوں کے ساتھ پریکٹس کر رہی ہے میوزک ڈائریکٹر اسے ہدایات دیتا ہے۔ سب فرش پر بیٹھے ہیں۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(ستارہ ہاتھ میں کانڈ لیے اپنے گھر میں صوفے پر بیٹھی پریکٹس کر رہی ہے۔ یہ تینوں کٹ ظاہر کرتے ہیں کہ اب ستارہ کتنی مصروف گلوکارہ ہو گئی ہے۔ تینوں کٹ پر صرف موسیقی سوپرا امپوز ہوگی۔)

سین 9 ان ڈور دن

(صوفے پر دیرانہ صاحب بیٹھے ہیں۔ نیا ڈائریکٹر چائے پی رہا ہے۔ پاس ہی سکندر پہلے

سگریٹ میں چرس ملاتا ہے۔ پھر پیتا ہے ویرانہ اور ڈائریکٹر سکندر کو ستارہ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔)

ویرانہ: سکندر صاحب کیا نہیں ہوتا انڈسٹری میں۔ کیا کچھ نہیں ہوتا بھولے بادشاہو۔ یہ تو میچ ہے پہلوانی کا ہر داؤ میچ لگتا ہے۔

ڈائریکٹر: اب آپ اس میں ذاتیات کو مت لائیں Professional field ہے۔ آپس میں مقابلہ ہے۔ جنگ ہے گلا کاٹنا جائز ہے یہاں۔

ویرانہ: سنئے صاحب۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں پہلے کریم کی مارکیٹ تھی ساری۔ ایک طرح سے Monopoly تھی اس کی گانے پر آج سے چودہ برس پہلے پھر جمال آیا۔ نوجوان، لونڈا، پتلی پتلی مونچھوں والا۔ پان میں سیندور ملا کر کھلادیا کریم کو گاتے گاتے آواز بیٹھ گئی۔ پھر گا ہی نہیں سکا۔ کریم منہ دیکھتا رہ گیا بھائی ہم جائز سمجھتے ہیں جمال کے کام کو..... اچھا کیا۔

ڈائریکٹر: جمال کیا مقابلہ کرتا کریم کا..... لیکن پھر دیکھئے کیا قدم جے ہیں جمال کے اب بیچارہ رہ گیا عمر کے ہاتھوں ساری عمر گھسنے نہیں دیا کسی کو انڈسٹری میں خوب۔ حفاظت کی اپنے کام کی۔

سکندر: یہ تو ظلم ہے۔ آپ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ میں ستارہ کو سیندور کھلا دوں۔ پان میں ڈال کے۔

ویرانہ: ایک طریقہ نہیں ہوتا کسی کو راستے سے ہٹانے کا سکندر صاحب۔

ڈائریکٹر: Let us come to bussnies کتنے کنٹریکٹ مل گئے ہیں۔ ستارہ کو اس بچھلے ماہ میں۔

ویرانہ: بھائی میرے کوئی فلم ہٹ نہیں ہوگی اب ستارہ کے بغیر اس کے گانے گارنٹی ہیں۔ فلم خود بخود ہٹ ہوتی ہے اس کے گانوں کے ساتھ۔

ڈائریکٹر: یا تو تم اس کے ساتھ گاؤ ہر فلم میں۔ اپنی ضد چھوڑو۔ ڈبل ہٹ ہوگی فلم باکس آفس پر۔

سکندر: یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں اس کیساتھ کسی فلم میں نہیں گاؤں گا۔ میں اس سٹوڈیو

میں نہیں گھسوں گا جہاں اس کی ریکارڈنگ ہو رہی ہوگی۔ میں احسان کے ٹوکے تلے سانس نہیں لے سکتا۔

ڈائریکٹر: اس کے یہ معنی ہیں کہ تم گاؤ گے ہی نہیں کیوں ویرانہ صاحب۔ ہم انڈسٹری والے ہر وقت اسے ترجیح دیں گے تم تو گئے پھر۔

ویرانہ: پھر دوبارہ وکالت کرنے کا ارادہ ہے کیا؟

ڈائریکٹر: تم سوچ لو سکندر ہم تم کو دوست کی حیثیت میں سمجھا رہے ہیں۔ ضد چھوڑ دو اس کے ساتھ گاؤ یا اس کا پتہ کاٹو۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔

ویرانہ: کوئی جال؟

ڈائریکٹر: کوئی سمجھوتہ؟

ویرانہ: کوئی دھوبی پٹا؟

ڈائریکٹر: کوئی ہاتھ چالاک؟

ویرانہ: میاں مرد ہو ایک عورت کا پتہ نہیں کاٹ سکتے۔ وہ بھی جب ابھی وہ تمہاری بیوی ہے۔ قانونی طور پر..... واپس گھر ڈال کر تالا لگا دو پابندی لگا دو مت گانے دو..... راستہ صاف۔

سکندر: میں اس کی کوٹھی تو ہتھیا سکتا ہوں لا کر تو آپریٹ کر سکتا ہوں۔ لیکن اسے گھر واپس نہیں لاسکتا۔

ویرانہ: لعنت۔

ڈائریکٹر: ذلالت۔

ڈائریکٹر+ویرانہ: ہشت سکندر ہشت!

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(افتخار کا ڈرائنگ روم۔ اس میں بہت کھلا پن ہے۔ اس وقت تمام ملازمین فرش پر بیٹھے ہیں

اور ان میں افتخار راجہ اندر کی طرح بیٹھا ہے۔ مالی کی لڑکی بیٹھی موتیئے کا ہار پرور رہی ہے جو وہ سین کے آخر میں افتخار کے گلے میں ڈالتی ہے۔)

افتخار: میں نے آپ سب کو ایک خاص وجہ سے تکلیف دی ہے۔
مالی: تکلیف کیسی مائی باپ؟ آپ تکلیف کا لفظ استعمال نہ کیا کریں۔
خانساں: کافی لاؤں سر؟ کوئی ٹھنڈا؟

افتخار: آج ایک مسئلہ درپیش ہے۔ اے جمیلہ یہ بتا پہلا دھوبی اچھا تھا کہ اب والا دھوبی اچھا ہے۔

جمیلہ: دھوبی تو سرکار سارے ایک سے ہیں۔ میں بدلتی رہتی ہوں۔
چوکیدار: اس کو چھوڑو سرکار۔ اس کے واقعی مزاج کا پتہ نہیں۔ کبھی لگتا ہے گھربا سب کٹا دے گی۔ اور کبھی لگتا ہے ایک بڑے آنے کے لیے جان نکال لے گی۔
افتخار: اچھا بتا جمیلہ پہلی شادی اچھی تھی کہ دوسری۔

جمیلہ: سرکار..... ہماری تو پہلی شادی اچھی ہوتی ہے نہ دوسری نہ تیسری۔ ہم نے تو ان دس انگلیوں کا کما کر کھانا ہوتا ہے۔

افتخار: اچھا بھائی۔ آپ لوگ چونکہ میرا خاندان ہیں۔ میں آپ سب کی رائے لیے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔
(سب کا الگ الگ رد عمل۔ پہلے کیمرا جمعہ دانی پر آتا ہے۔ وہ خوش نظر آتی ہے لڑکے تالیاں بجاتے ہیں مالی خوش ہوتا ہے۔ بیرا خوش ہوتا ہے۔ چوکیدار اور بیرا خوش ہیں صرف خانساں کا چہرہ اتر جاتا ہے اور کیمرا سب سے آخر میں اس پر آتا ہے۔)

مالی: اس سے اچھی بات اور کیا ہے سرکار۔ گھر بس جائے گا۔ اندر باہر چہل پہل ہو جائے گی۔ رونق ہو جائے گی۔ سبحان اللہ۔

خانساں: اور یہ جو تو اور تیرے لونڈے اندر باہر پھرتے ہیں یہ سب موج میلے رنگ رلیاں ختم ہو جائیں گی۔ سات سات دن باہر لان میں مشین نہیں چلاتا۔ گھاس اونٹ جھٹی ہو جاتی ہے۔

مالی: میں جانوں میرا کام جانے۔

خانساں: تیرا کام نہیں رہے گا پھر یہ سب..... بیگم صاحب کا کام بن جائے گا۔ گھر چلانا بیگموں کا کام ہوتا ہے نوکروں کا نہیں۔

بیرا: لے بیگم صاحب لان میں مشین چلائیں گی؟
(ہلکی سی ہارن کی آواز)

خانساں: چلائیں گی نہیں چلائیں گی۔ اور تو جو ہر روز میٹنی شو دیکھتا ہے صاحب سے پیسے لے کر..... ہم کو پتہ نہیں کیا؟ پھر بچو یہ سب بند ہو جائے گا۔ سب عیش ختم ہو جائیں گے سب کے۔

بیرا: کسی کی مجال ہے۔ صاحب کے ہوتے ہوئے مجھ پر رعب جمائے۔

جمیلہ: لے اب تیری تو بات ہی نرالی ہے اندر باہر تیرا راج چلتا ہے تبھی ناں۔

مالی: کریں مائی باپ آپ شادی کریں جم جم جی صدقے.....

لڑکامالی: سر جی ہم برات کے ساتھ جائیں گے؟

افتخار: ابھی تو یہی فصلہ نہیں ہو سکا کہ شادی ہو گی بھی کہ نہیں؟ اور ہو گی تو کس سے ہو گی۔

خانساں: گولی ماریں سرکار شادی کو..... آپ سارا دن رات شوٹنگ پر رہتے ہیں وہ لڑا کریں گی واپسی پر۔

افتخار: (کانوں کو ہاتھ لگا کر) باپ رے باپ لڑائی سے تو میری جان جاتی ہے۔ جب فلم

میں Fight Scene آتا ہے تو میری روح فنا ہوتی ہے۔ میں لڑوڑ نہیں سکتا

کسی سے۔

مالی: اس کی باتوں پر مت جائیں مائی باپ۔ شادی سنت ہے۔ ہونی چاہیے۔ برکت ہوتی

ہے شادی سے۔ امت بڑھتی ہے۔

(باہر سے ہارن کی آواز)

چوکیدار: سوچ لو سرکار..... اچھا براب سب ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

(اب افتخار کھڑا ہوتا ہے۔)

افتخار: اچھا بھائی جو شادی کے حق میں ہے ہاتھ کھڑا کرے۔

(مالی ہاتھ کھڑا کرتا ہے۔ پہلے جیلہ ہاتھ کھڑا کرتی ہے پھر نیچے کر لیتی ہے۔ اس کی بیٹی ہاتھ کھڑا کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ماں ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہے..... چوکیدار اور پیر اتذذب میں ہیں..... خانساں ان کی طرف قہر کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ پیر اسر کھینچنے لگتا ہے اور چوکیدار نظریں جھکا لیتا ہے پھر جیلہ کو دیکھ کر ہاتھ نیچا کر لیتی ہے۔ اس طرح سوائے مالی اور اس کی بیٹیوں کے افتخار کو کوئی ووٹ نہیں ملتا۔)

افتخار: اچھا بھائی جیسی آپ کی مرضی۔ لیکن جس سے میں شادی کرنا چاہتا تھا وہ اچھی عورت تھی ممکن ہے دوبارہ ایسا چانس نہ ملے۔
(اس وقت ستارہ آتی ہے۔)

ستارہ: کمال ہے کبھی کاہارن بجا رہی ہوں کوئی سنتا ہی نہیں۔
افتخار: کیا خیال ہے خانساں جی ان سے شادی کر لیں تو؟

(اب سب کے سب ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ خوشی کا میوزک لگائیے۔ ستارہ حیرانی سے سب کو دیکھتی ہے۔ افتخار اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ مالی کی لڑکی ہدلے کر ستارہ کے گلے میں ڈالتی ہے۔)

فیڈ آؤٹ

ان ڈور دن کا وقت

(سکندر کا کمرہ۔ سکندر اپنا سگریٹ رول کرتا ہے۔ پھر کش لگاتا ہے اور صوفے کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کرتا ہے۔ یکدم کمرے سے ستارہ کے گانے کی آواز آتی ہے۔ یہ آواز جیسے Echo کی شکل میں بہت دور سے آتی ہے۔)

(گیت) من کے باہر، من کے اندر

کیسے کیسے روپ دکھا کر

کتنی دور بھگایا میرے ہاتھ نہ آیا

تیرا سایہ

سکندر ادھر ادھر دیکھتا ہے اٹھتا ہے۔ پھر ریڈیو گرام کو دیکھتا ہے آواز بند ہو جاتی ہے۔ وہ لمبا کش لیتا ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر وہ برش اٹھا کر بال برش کرتا ہے۔ یکدم ہلکی سی آواز پھر آتی ہے۔ وہ دونوں برش کان سے لگا کر سنتا ہے۔ جیسے ان میں سے آواز آرہی ہو۔ پھر وہ برش دور پھینکتا ہے اٹھتا ہے۔ تھوڑا سا ڈولتا ہے۔ اب دیوار کی جانب دیکھتا ہے یہاں عاشی کی بڑی تصویر لگی ہے۔ وہ غور سے اسے دیکھتا ہے یکدم تصویر دھندلا جاتی ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ پھر صوفے پر نیم دراز ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر آندھی کی آواز کو سو پر امپوز کیجئے۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(افتخار کا کمرہ)

افتخار:

(اپنے وکیل کو فون کر رہا ہے) وہ میڈم ستارہ نہیں مانتیں وکیل صاحب۔ وہ مقدمہ ہمیں واپس لینا پڑے گا..... جی؟ نہیں جی مختار نامے کی بات نہیں ہے نہ پیشیاں بھگتنے کی..... میں جانتا ہوں۔ آپ سب خود سنبھال لیتے لیکن ستارہ نہ سکندر سے مقدمہ لڑیں گی نہ کسی اور کو لڑنے دیں گی..... (وقفہ) جی جی..... کمال ہے میں Serious ہوں۔ میری ساری جائیداد..... یعنی یہ کوٹھی میرے ملازمین کی ہے۔

(دوسری طرف وکیل ہنستا ہے۔)

توبہ کریں میں سوشلسٹ نہیں ہوں بابا۔ یہ لوگ میرا خاندان ہیں۔ دیکھئے صاحب آپ کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے۔ نہیں جی آج میں پھر Repeat کر رہا ہوں آج رات سے پہلے پہلے آپ میری وصیت صحیح طرح سے ڈرافٹ تیار کر کے مجھے پہنچائیں گے (وقفہ) کمال ہے وکیل صاحب میں آپ پر پوری طرح Trust کرتا ہوں اگر نہ کرتا تو وصیت نامے پر ڈرافٹ بننے سے پہلے دستخط کر دیتا.....

نہیں سرستارہ مقدمہ کرنے والی عورت نہیں ہے۔ اگر وہ جیت بھی گئی تو بھی اپنی کوٹھی خود دے دے گی۔ سکندر کو..... جی؟..... بس ہم آرٹسٹ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں من مرضی والے.....

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(افتخار کار چلاتا جا رہا ہے۔ میوزک تیرا سایہ میرے ہاتھ نہ آیا۔)

سین 13 دن کا وقت ان ڈور

(جس طرح ستارہ اور سکندر اعتراف محبت کے سین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے کہ ستارہ اوپر کرسی پر تھی اور سکندر قدموں پر۔ ایسے ہی عاشی اور سکندر بیٹھے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب سکندر کرسی پر بیٹھا ہے اور عاشی قدموں بیٹھی ہے۔ عاشی اس وقت اپنے دوپٹے کو گونا گونا گ رہی ہے سکندر سگریٹ پی رہا ہے۔ اس کی آنکھیں بہت خوابناک ہیں۔)

سکندر: تم کو معلوم نہیں عاشی..... تم نے کیا کر دیا.....

عاشی: اور تمہیں بھی معلوم نہیں تم نے کیا کر دیا ہے۔

(سکندر کی آواز میں اس وقت مکمل خلوص ہے لیکن عاشی ایک مریض عورت ہے جس کی

توجہ دوپٹے پر بھی ہے اور اپنے آپ پر بھی ہے۔)

سکندر: عاشی۔ جس روز میں گھر سے بھاگا اس روز میری سوتیلی ماں نے..... اسے معلوم

تھا کہ میں گھر سے بھاگنے والا ہوں وہ جانتی تھی اس نے میرے سارے کپڑے لاک کر دیئے۔ اور وہ بار بار میرے ابا کو کچھری فون کرتی رہی۔ وہ مجھے ابا سے سزا دلانا چاہتی تھی۔ میرے بھاگنے سے پہلے۔

- عاشی: یہ تم بار بار ایسی باتیں کیوں کرتے ہو سکندر۔
- سکندر: جب میں گھر سے نکلا تو غم و غصے کی یہ حالت تھی عاشی کہ میں ساری دنیا کو اپنے ہاتھ میں لے کر Crack کر سکتا تھا۔
- عاشی: سکندر دیکھو میں تمہاری دشمن نہیں ہوں لیکن جس قدر ہمدردی تم مجھ سے چاہتے ہو شاید وہ میں ساری عمر نہ دے سکوں۔
- سکندر: (ہنس کر) ہر انسان کو اپنی بیساکھیوں سے بڑا پیار ہوتا ہے جب..... جب میں نے ستارہ سے شادی کی تو میرا خیال تھا کہ میں اسے ساری عمر ہمدردی دے سکوں گا..... لیکن کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟
- عاشی: یہ تم دن میں کتنی بار مجھ سے اعلان محبت کرانا چاہتے ہو سکندر۔
- سکندر: ہر تیس سیکنڈ کے بعد۔
- عاشی: دیکھو سکندر..... محبت کے لیے ساری عمر پڑی ہے۔ سارا بڑھاپا ہے یہ..... سنو ایکٹرس کے لیے اس کے لیے Career کے لیے صرف ایک جوانی کا وقفہ ہے پندرہ سے تیس سال تک کا وقفہ۔ میرے صرف چھ سال باقی ہیں۔
- سکندر: تم مجھ سے کتنی ملتی ہو اور وہ ہم سے کتنی مختلف تھی؟ تم سارا دن صرف اپنے متعلق سوچتی ہو۔
- عاشی: (ہنستے ہوئے) ہمارے پاس کیریئر بنانے کے لیے ساری عمر نہیں ہوتی سکندر۔ میں چاہتی ہوں اتنا روپیہ کماؤں اتنی شہرت اکٹھی کر لوں اتنی فیم کہ جب عمر گزر جائے اور پروڈیوسر میرے پاس ماں کا رول لے کر آئیں تو میں انہیں انکار کر سکوں۔ میں جوانی گزرنے پر ریٹائر کر جانا چاہتی ہوں۔ سکندر میں بڑھاپے میں کریکٹر رول نہیں کرنا چاہتی۔ میں ساری عمر ہیروئن رہنا چاہتی ہوں کم از کم اپنے خیالوں میں۔
- سکندر: کیا زندگی ہمیشہ دائرے میں چلتی ہے؟
- عاشی: آخری بار سکندر۔ میں۔ میری عادت نہیں کہ میں اپنی بات بار بار کہنے جاؤں۔ تم کو ان سگرٹوں نے اپنے Career سے غافل کر دیا ہے۔ ابھی وقت ہے۔ سب کچھ

ہو سکتا ہے۔ صرف اپنے پروفیشن پر توجہ دو باقی سب کچھ بعد میں بھی ہو سکتا ہے
محبت چرس کے سگریٹ وغیرہ۔

سکندر: اگر باقی سب کے لیے وقت نہ رہا یا موقع نہ ملا تو عاشی تو.....

عاشی: رہے گارہے گارہے گا۔

سکندر: پھر؟ میں کیا کروں عاشی؟ میں کیا کروں مجھے تو..... کچھ سمجھ نہیں آتی کیا کروں
میں اسے سیندور نہیں کھلا سکتا پاں میں۔

عاشی: تمہاری مارکیٹ خراب کر دی ہے ان سگرٹوں نے ان میں پناہ نہ لو۔ اسے راستے
سے صاف کر دو۔ اسے ستارہ کو..... اس کی آواز کسی کو ادھر پر آنے دے گی۔

سکندر: کیسے کیسے؟ مجھے تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

عاشی: اس کے پٹ جانے کی شدید آرزو کرو۔ سکندر آرزو شدید ہو تو راستہ خود بخود بن
جاتا ہے صاف ہو جاتا ہے۔

سکندر: (یکدم آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر) تم سنجیدہ لمحوں میں کتنی غیر سنجیدہ ہو جاتی ہو لیکن
تمہارا بھی قصور نہیں عاشی تمہیں بھی ہر سین میں ہر فلم میں کئی کئی موڈ بدلنے کی
عادت پڑ گئی ہے۔ تم کتنی آسانی کے ساتھ ہنس لیتی ہو آنسوؤں کے ساتھ ساتھ۔

عاشی: جی اور یہ چرس کے سگریٹ چھوڑ دو خدا کے لیے..... خود اپنی تباہی کو آواز نہ دو۔

(اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر پھینکتی ہے ساتھ ہی کیمرا سگریٹ پر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(راشدہ آپا اپنے ٹرک میں سے کپڑے نکال کر رکھ رہی ہے۔)

کٹ

(اس وقت اباجی سیٹ پر آتے ہیں۔ جسم پر کالی چادر ہے۔ وہ گھرے سے پانی گلاس میں ڈالتے ہیں۔ اس وقت عاصم ان سے گلاس لے کر گھرے میں سے بھرتا ہے اور باپ کو دیتا ہے۔
 ابا: اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔

(بیٹھ جاتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔)

عاصم: کس بات کی اباجی۔

ابا: آنکھیں نہیں دیں تو۔ تجھ سایٹا تو دے دیا ناں۔

عاصم: (ذرا دکھ سے) کیسی باتیں کرتے ہیں آپ اباجی۔ ہم نے تو جتنے دکھ آپ کو دیئے ہیں کوئی اولاد دے ہی نہیں سکتی۔

ابا: (مسکرا کر) اولاد جتنا دکھ دیتی ہے اتنی ہی پیاری بھی تو ہوتی جاتی ہے۔ بیٹا۔ دکھ کا رشتہ سکھ کے رشتے سے گہرا ہوتا ہے۔

عاصم: اباجی..... (وقفہ) اباجی۔

ابا: بس عاصم آگے کچھ مت کہنا۔

عاصم: (حیرانی سے) جی اباجی؟

ابا: تیری آواز میں کچھ ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں تیری آواز کا پیام مجھ تک پہنچ گیا ہے آگے کچھ مت کہنا۔

عاصم: اباجی میں صاف صاف بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے دھچکا لگے گا۔

ابا: آدمی کو اپنی جان بہت پیاری ہوتی ہے بیٹے بہت ذلیل ہوتا ہے آدمی۔ دھچکے پر دھچکے سہتا ہے۔ پر مرنے نہیں۔ دیکھ تو کتنے دکھ سہے ہیں میں نے پہلے؟ (وقفہ)
 میں کوئی مر گیا ہوں۔

عاصم: ابا۔ اباجی۔

ابا: ڈرناں کہہ۔ کہہ گزر چل..... میں نہیں روکتا تجھے۔

عاصم: میں جا رہا ہوں۔